اقوالِ زریں امام غزالیؒ قدس سرہ

(آخری قسط)

ترتیب: مولانا قاری عطاء الرحمٰن اعوان، ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت امام غزالیؒ قدس سرہ کا اپنے شاگرد کو خط کا جواب اور امام الزاہدین، سراج السالکین حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے کئے گئے اُس کے ترجمہ سے انتخاب۔

۲۳......آٹھ باتیں جن میں سے چار کرنا اور چار نہ کرنا ضروری ہیں:

۱...... یہ ایسی آٹھ باتوں کی نصیحت ہے کہ ان پر عمل کرنے سے عالم کا علم قیامت کے دن بجائے وبال کے مفید بنے گا۔ ان میں سے جن چار باتوں کو چھوڑنا ضروری ہے، وہ یہ ہیں: ۱-مناظرہ، ۲-صرف زبانی کلامی وعظ، ۳-امراء اور حکام کی مجلسیں، ۴-امراء اور حکام کا ہدیہ وتحفہ، ان کی تفصیل یہ ہے:

۱......مناظرہ سے پرہیز:

۱......اس لئے ضروری ہے کہ اس سے کئی روحانی آفات پیدا ہوجاتی ہیں، جیسا کہ ریا، حسد، غرور، کینہ اور عداوت اور اپنی ناموری، یہ سب کی سب روحانی آفات مناظرہ سے پیدا ہوتی ہیں، البتہ کسی کو کسی کے ساتھ کسی مسئلہ میں الجھاؤ پیدا ہوجائے تو سلجھاؤ کی نیت سے بحث وتکرار جائز ہے۔

۲......سلجھاؤ کی نیت سے بحث وتکرار کی دو نشانیاں ہیں: ۱- دونوں کو اس بات میں کوئی شرم اور عار نہ ہو کہ ان میں سے کون کامیاب ہوتا ہے اور کون ناکام ہوتا ہے۔ ۲- یہ بحث وتکرار علیحدگی میں ہو، عوام کے سامنے نہ ہو۔

۳...... جب کوئی شخص دین کی کسی بات کو سمجھنے کی نیت سے کوئی اشکال پیش کرتا ہے تو اس کی مثال بیمار کی سی ہے، اس لئے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔

۴...... دین سے ناواقف لوگوں کی حالت بیمار جیسی ہے، مگر ان بیماروں کا علاج ناقص علماء

نہیں کرسکتے، اسی طرح کامل اور ماہر معالج بھی ہر بیمار کا علاج نہیں کرتا، بلکہ وہ بھی صرف اس بیمار کا علاج کرتا ہے جس کی بیماری قابل علاج ہو اور ناامیدی کی حد تک نہ پہنچی ہو، ورنہ سمجھدار اور ماہر معالج خطرناک مریض کے علاج پر توجہ نہیں دیتا، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا علاج بے سود ہے۔

۵......اسی طرح بے دینی اور جہالت والی بیماری بھی چار طرح کی ہے: ایک تو ان میں قابل علاج ہے اور تین ناقابل علاج ہیں۔ ناقابل علاج بیماریوں میں سے ایک تو حسد کی بیماری ہے، کسی حاسد کو جس قدر بھی دلائل کے ساتھ سمجھایا جائے، اس کی بیماری کا دور ہونا تو درکنار وہ بڑھتی چلی جاتی ہے، جیسا کہ کسی عربی شاعر نے کہا ہے کہ ہر بیماری کا ازالہ ممکن ہے، مگر حسد کی بیماری کا ازالہ ممکن نہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''آپ دھیان نہ کریں اس کا جو منہ موڑے ہماری یاد سے اور کچھ نہ چاہے سوائے دنیا کی زندگی کے''، یعنی اس کی نیت ہی اصلاح کی نہیں۔ (النجم:۱۹)

۶......حاسد کے لئے یہی سزا کافی ہے کہ وہ اپنے علم کے باغ کو حسد کی آگ سے جلا رہا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''حسد نیک اعمال کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو جلا دیتی ہے''۔

۷......اسی طرح وہ روحانی بیمار بھی لاعلاج ہے جس کی یہ بیماری بے وقوفی کی وجہ سے ہو، اس کا علاج بھی ممکن نہیں ہے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے اذن سے مردہ انسانوں کو زندہ کرتا ہوں، مگر احمق کا علاج کرنا میرے بھی بس کا روگ نہیں''۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ بعض لوگ کچھ وقت تحصیل علم میں خرچ کر کے چند مسائل یاد کر لیتے ہیں اور پھر خواہ مخواہ کسی محقق عالم کے ساتھ محض خودستائی کے لئے چھیڑ چھاڑ شروع کر دیتے ہیں، ایسے احمقوں کا جواب نہ دیا جائے۔

۸......تیسری روحانی بیماری وہ بھی ناقابل علاج ہے کہ صدق دل سے ہدایت اور رہنمائی کی طلب نہ ہو۔ صدق دل سے ہدایت اور رہنمائی کے طالب کی علامت یہ ہے کہ اکابر علماء کرام کی اگر کوئی بات سمجھ نہ سکے تو اس کو اپنی کم فہمی پر محمول کرے، نہ کہ ان پر اعتراض کرے، اگر وہ کسی ایسی بات کے متعلق سوال کرے جو اس کی سمجھ اور دانست سے بالاتر ہو تو مرشد اور استاذ کو ایسی بات کا جواب نہیں دینا چاہئے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''ہم سب انبیاء کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ ان کی فہم و عقل کے مطابق کلام کریں''۔

۹......قابل اصلاح روحانی امراض میں سے یہ ہے کہ اگر طالب دین کسی بات کو نہ سمجھے اور تسلی طبع کے لئے پوچھے تو استاذ اور مرشد کو جواب دینا نہ صرف بہتر، بلکہ ضروری ہے۔

۲......زبانی کلامی وعظ سے پرہیز

۱......اس لئے ضروری ہے کہ اس کام کی طرف لوگوں کو دعوت دے جس پر خود عمل کرنے والا ہو،

ایسا وعظ ونصیحت لوگوں کے لئے مفید ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ: ’’اے مریم کے بیٹے! اپنے آپ کو نصیحت کر، اگر تو خود عمل کرنے والا بن جائے تو تو پھر لوگوں کو سمجھا، ورنہ اپنے رب سے شرم کر‘‘۔

۲...... وعظ کرنا ہو تو صاف اور سیدھی بات لوگوں سے کہہ دینا چاہئے، اشعار اور بتکلف بات بنانے سے گریز کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کسی بھی کام یا کلام میں تکلف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا اور ایسا وعظ باطن کی خرابی اور دل کی غفلت کی نشانی ہے۔

۳......تذکیر کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو قیامت کی آگ سے ڈرایا جائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کمی یا غیر حاضری کے خطرات سے آگاہ کیا جائے، لوگوں کو سمجھایا جائے کہ اپنی گزری ہوئی عمر پر افسوس اور ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے اس بات کی فکر کریں کہ وہ ایک نہ ایک دن اپنی جان جانِ آفریں کے حوالے کردیں گے، کیا وہ سکرات موت اور جان کنی کی تلخی برداشت کرسکیں گے؟ اور کیا وہ آخرت کی پہلی منزل قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دے سکیں گے؟ اور کیا وہ قیامت کے دن اس پل صراط کو عبور کرسکیں گے جس کے نیچے دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے اور وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہے؟ اور کیا وہ قیامت کے دن ان سوالات کے جوابات دے سکیں گے جو ان کا خالق ان سے کرے گا؟ ان باتوں کو بار بار دہرایا جائے، تاکہ دل میں ان باتوں کو سمجھ کر ایسے حالات کے لئے تیار رہنے کا جذبہ پیدا ہوجائے، اس کا نام تذکیر ہے۔

۴......اسی طرح لوگوں کو یہ سمجھانا کہ اپنے عیوب پر نظر رکھ کر گذشتہ بے کار اور نافرمانی کی عمر پر افسوس کرتے ہوئے باقی عمر کو رضائے مولیٰ اور اطاعت الٰہیہ میں صرف کریں، اس کا نام وعظ ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر کسی پڑوسی کے مکان میں سیلاب کا پانی داخل ہونے والا ہو یا خدانخواستہ آگ لگ رہی ہو تو ایسے وقت میں خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ سادہ سادہ الفاظ میں بلاتکلف اس کو ڈرایا جائے اور اس خطرہ سے آگاہ کیا جائے، تاکہ وہ اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو غرق ہونے اور جلنے سے بچالے۔ اگر کسی نے ایسے وقت میں شعروشاعری شروع کردی اور دقیق الفاظ استعمال کئے تو وہ گھر جل جائے گا اور اس کی نصیحت بے فائدہ، بلکہ نقصان دہ ہوگی۔

۵......وعظ کی صفت یہ ہو کہ نہ تو اس میں ترشی اور سخت لہجہ اختیار کیا جائے کہ سننے والے متنفر ہوجائیں اور نہ ایسی چکنی چپڑی باتیں ہوں کہ لوگ وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالیں، یہ دنیا کی طرف رغبت کی نشانیاں ہیں جو کہ غفلت سے پیدا ہوتی ہیں۔ وعظ وتقریر سے ارادہ اور نیت یہ ہو کہ لوگوں کو دنیا سے قیامت کی طرف اور نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف اور لالچ سے قناعت کی طرف اور کنجوسی سے سخاوت کی طرف اور نفس پرستی سے تقویٰ کی طرف بلاتے ہوئے ان کے دلوں میں قیامت کو محبوب اور دنیا کو مبغوض کردے اور ان کو وعظ ونصیحت میں عبادت اور تقویٰ کی تعلیم دی جائے، کیونکہ اکثر اوقات لوگوں کے

مزاج میں شریعت سے روگردانی پائی جاتی ہے اور ایسے کاموں کی رغبت پائی جاتی ہے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اکثر لوگوں کے اخلاق اور عادات ردی ہوتے ہیں، اس لئے ہوسکتا ہے کہ اس طرز کے وعظ ونصیحت کی برکت سے ان کا ظاہر وباطن بدل جائے اور وہ گناہوں کو چھوڑ کر عبادت گزار بن جائیں۔ اگر وعظ ونصیحت کا مقصد یہ نہ ہو، پھر کہنے اور سننے والوں کے لئے وبال جان بن کر ان کو مزید گناہوں کے قریب کردے گا، اس لئے ایسے واعظ اور مقرر کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے اور اگر طاقت ہو تو ایسے واعظ کو ممبر سے نیچے اتار دینا چاہئے کہ یہ بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جس کا امت محمدیہ کو حکم دیا گیا ہے۔

۳......امراء اور احکام کی مجالس سے پرہیز:

اس لئے ضروری ہے کہ ان کی ملاقات اور ان کے ساتھ مجلس کرنا بہت بڑی آفت ہے۔

فائدہ:

امام الزاہدین حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ارباب حکومت جب کسی کو اپنے قریب کرتے ہیں تو سب سے پہلے ان سے ایمان چھین لیتے ہیں۔

۴......امراء اور حکام سے کوئی ہدیہ تحفہ قبول کرنے سے پرہیز:

اس لئے ضروری کہ اس سے لالچ اور طمع پیدا ہوگا جو دین کے لئے نقصان دہ ہے، اگرچہ وہ حلال کا رزق ہی کیوں نہ ہو۔ دوسرا اس سے ان کے مظالم پر چشم پوشی کا جذبہ پیدا ہوگا، اور ان کے مظالم کی ایک گونہ تائید ہوجائے گی۔ اور اگر ان کی درازیٔ حکومت کے لئے دعا کی گئی تو اس ظلم کی رات لمبی ہوجائے گی جس سے دین کا نقصان واضح ہے۔ کبھی کبھی شیطان مردود یہ وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ ان ظالم حکمرانوں سے یہ رقم اور یہ ہدیہ نہ لیا گیا تو یہ کسی گناہ کے کام میں خرچ کرڈالیں گے، اس لئے کیوں نہ ان سے لے کر غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کردیا جائے، اسی وسوسہ کی بناء پر شیطان مردود نے کئی لوگوں کو ہلاک کردیا ہے۔

چار وہ کام جن کا کرنا ضروری ہے:

۱......اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس معیار پر تعلق قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ جس طرح ہر ایک آقا اپنے غلام کے ساتھ چاہتا ہے، آقا مجازی مالک ہوکر چاہتا ہے کہ میرا غلام یا خادم نہ کوئی ایسا کام کرے، نہ کوئی ایسی بات کہے جو میرے مزاج کے خلاف ہو اور میری ناراضگی کا سبب بنے تو اس لئے کسی ایسی بات یا ایسے کام سے بچنا چاہئے جو مالک حقیقی کی ناراضگی کا باعث ہو۔

۲......لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں یہ امر ملحوظ رکھے کہ لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندے کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا،

www.banuri.edu.pk

جب تک سب لوگوں کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے‘‘۔

۳...... کتابوں کے مطالعہ کے لئے ان کتابوں کا انتخاب کیا جائے جس سے تزکیۂ نفس اور اصلاح ہو۔ زندگی کے ہر لمحہ میں یہ امکان ہے کہ وہ آخری لمحہ ہو اور موت واقع ہوجائے، اس لئے دنیوی تعلقات سے کنارہ کش ہوکر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے مشرف کرلینا چاہئے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوجائے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے بدن اور لباس کی صفائی اور زیب وزینت میں مبالغہ ضروری نہیں، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ’’اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری شکلوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اموال کو دیکھتا ہے، بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے (رواہ مسلم) تو اس لئے اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس سے دل کی صفائی اور تزکیہ حاصل ہوسکے۔

۴......اپنے گھر میں ایک سال کے ضروری اخراجات سے زیادہ مال جمع نہیں کرنا چاہئے، جیسا کہ سید دوعالم ﷺ اپنی ازواج مطہراتؓ کے لئے ایک سال کا خرچ دیا کرتے تھے، ورنہ آپ ﷺ کی دلی خواہش تو اس دعا سے ظاہر ہورہی ہے، جس میں فرمایا کہ: یا اللہ! محمد (ﷺ) کے گھر والوں کو صرف اتنا دے کہ موت سے بچ سکیں، یہی وجہ تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں صرف ایک دن یا ڈیڑھ دن کا خرچہ دیا جاتا تھا۔

آخر میں امام غزالی قدس سرہ نے ایک دعا بھی تلقین فرمائی ہے، شائقین حضرات کسی عالم دین سے صحیح تلفظ اور ترجمہ کے ساتھ سیکھ کر پڑھنے کا معمول بنالیں تو دنیا وآخرت میں سرخروئی حاصل کرنا آسان ہوجائے گا۔ بہت ہی مفید، نافع اور جامع دعا ہے:

’’ألّٰلهم إنی أسئلک من النعمة تمامها ومن العصمة دوامها ومن الرحمة شمولها ومن العافية حصولها ومن العيش أرغده ومن العمر أسعده ومن الإحسان أتمه ومن النعام أعمه ومن الفضل أعذبه ومن اللطف أقربه.ألّٰلهم كن لنا ولاتكن علينا ألّٰلهم اختم باالسعادة اٰجالنا وحقق بالزيادة اٰمالنا واقرن بالعافية غدونا واٰصالنا واجعل إلى رحمتک مصيرنا ومالنا واصبب سجال عفوک علي ذنوبنا ومن علينا بإصلاح عيوبنا واجعل التقوی زادنا وفی دينک اجتهادنا وعليک توکلنا واعتمادنا ألّٰلهم ثبتنا على نهج الأتقياء وأعذنا فی الدنيا من موجبات الندامة يوم القيامة وخفف ثقل الأوزار وارزقنا عيشة الأبرار واكفنا واصرف عنا شر الأشرار واعتق رقابنا ورقاب آبائنا وأمهاتنا وإخواننا وأخواتنا من النار برحمتک يا أرحم الرحمين ويا أول الأولين ويا آخر الآخرين ويا ذاالقوة المتين ويا راحم المساكين ويا أرحم الراحمين لا إله إلا أنت سبحانک إنی كنت من الظالمين. وصلى الله على سيدنا محمد وأله وصحبه أجمعين والحمد لله رب العالمين‘‘.

www.banuri.edu.pk